خطوطِ شمس الرحمن فاروقی بہ نام شمس بدایونی

شمس بدایونی*

معارف فروری ۲۰۲۱ء میں راقم الحروف کے نام مالک رام کے چند خطوط کی اشاعت عمل میں آئی تھی۔ ان خطوط کے تعارف میں اُس نے لکھا تھا کہ اگر یہ سلسلہ پسند کیا گیا تو دوسرے بزرگ ادیبوں کے خطوط بھی مرتب کر کے پیش کیے جائیں گے۔ راقم الحروف کو فون اور میسج کے ذریعے احباب نے اگلی قسطوں کو مرتب کرنے کے لیے متوجہ کیا۔ چناں چہ اس سلسلے کی دوسری قسط حاضر ہے۔ اس قسط میں کل سترہ مکتوب ہیں۔ ان میں چار "نامۂ برقی" ہیں جو بذریعہ ای۔ میل موصول ہوئے۔

اردو مکتوب نگاری کے فن، تاریخ، ارتقا اور اصول وہیئت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، لیکن ای۔ میل، واٹس ایپ، میسنجر، ٹیلی گرام اور ڈیجیٹل میگزینوں میں لکھے جانے والے خطوط/پیغامات کو کیا مکتوبات میں شمار کیا جا سکتا ہے؟ اگرچہ یہ ایک غور طلب اور بحث طلب مسئلہ ہے، تاہم یہاں اختصار کے ساتھ اس سلسلے کی چند باتیں پیش کر دینا مناسب ہو گا۔

راقم الحروف اس مسئلے پر ایک عرصے سے غور کر رہا ہے، اور اس پر مستقل ایک مضمون قلم بند کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کر چکا ہے۔ چناں چہ اس نے ۲۴ جنوری ۲۰۲۱ء کو فیس بک پر ایک مکالمہ قائم کیا تھا کہ "ای۔ میل اور واٹس ایپ پر لکھے جانے والے خطوط کو کیا مکتوبات میں شمار کیا جانا چاہیے؟"۲۸ احباب اردو کا ردِ عمل اس کی حمایت میں آیا۔ ان کا خیال ہے کہ "مکتوبات کا پرانا تصور چوں کہ اب عمل میں آنا محال ہے اور مکتوب کی ضرورت کو ای میل اور واٹس ایپ و دیگر پیام رساں ذرائع اطمینان بخش طریقے پر پورا کر رہے ہیں، لہٰذا ایسے تمام ذرائع اور ان کے ذریعے دیے گئے پیغامات کو بھی سرمایۂ خطوط کا حصہ تسلیم کیا جانا مناسب ہو گا۔"

خط اپنے اجزائے ترکیبی سے شناخت کیا جاتا ہے۔ ادب میں لکھی جانے والی ہر تحریر موضوع یا ہیئت کے سبب ہی اپنی صنفی شناخت رکھتی ہے۔ اب سے پہلے خطوط کے مجموعے اردو نصاب تعلیم کا حصہ ہوتے تھے اور طلبہ کو خط لکھنے کی ارکان خطوط کا استعمال کرتے ہوئے تقریباً درجن بھر اقسام خطوط کی مشق کرائی جاتی تھی۔ وہ دور ختم ہوا۔

* محقق و مصنف، مقیم نیو آزاد پرم کالونی، عزت نگر، بریلی

خط مکالمہ بنا اور اب محض پیغام، لیکن خط کی اصل روح اس کا نجی اور بے ساختہ وبرجستہ ہونا ہے۔ یعنی وہ عمومی نہ ہو کر نجی اور خانگی ہو۔ گفتنی ناگفتنی دونوں طرح کی باتیں بغیر کسی مصلحت اندیشی، تکلف اور خوفِ رسوائی کے اس میں پائی جاتی ہوں اور اس کا مالکانہ حق صرف مکتوب الیہ کو حاصل ہو بھلے ہی بعد میں وہ مکتوب الیہ کی مرضی سے یا بعد از وفاتِ مکتوب الیہ شائع ہو کر وقف عام ہو جائے۔ دوسرے اس کے لکھنے میں تکلف و اہتمام اور نظر ثانی واصلاح کا عمل روانہ رکھا جائے، یعنی وہ تصنیفی کاوش کا رہین منت نہ ہو'۔ یہ دونوں صورتیں موجودہ لاسلکی پیغام رسانی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ہر روز اور ہمہ وقت اس تحریری گفتگو نے القاب و آداب، خیریت مزاج، دن، وقت، تاریخ، دستخط وغیرہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یا تکنیکی طور پر ان میں سے بعض کی ضرورت ہی نہیں رہی، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر پیغام / میسج کو خط کے طور پر شروع اور ختم کیا جائے تاکہ خط کی ہیئت اصلی برقرار رہے اور وہ اپنے اجزائے ترکیبی کی موجودگی میں اپنی ہیئتی شناخت برقرار رکھ سکے۔ ایسے میسجز / پیغامات کو برقی خطوط، برقی مکتوبات کا نام دیا جاسکتا ہے۔ البتہ رسائل میں لکھے جانے والے خطوط کو "مراسلہ" سے موسوم کر کے نجی خطوط سے ممیز کیا جانا چاہیے۔ عام طور پر اس طرح کے خطوط کو کوشش و کاوش سے لکھا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت تصنیفی عمل سے مشابہ ہو جاتی ہے، لیکن چوں کہ ہیئت خط کی ہوتی ہے لہٰذا انھیں خطوط کے زمرے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ بایں طور ڈیجیٹل میگزینوں میں مطبوعہ خطوط کو "برقی مراسلہ" کہنا مناسب ہو گا۔

عربی زبان میں ای میل کے لیے 'البرید الشبکی' کی اصطلاح مستعمل ہے۔ (برید بمعنی ڈاک، شبک بروزن فلک بمعنی نیٹ) فارسی میں ای میل کے لیے 'پست الکترونیکی' واٹس ایپ کے لیے 'واتساپ'، میسجز کے لیے 'ناسنجر'، ایس ایم ایس کے لیے 'پیامک'، ڈیجیٹل میگزین کے لیے 'مجلہ / رسالہ الکترونیکی' کی اصطلاحیں مستعمل ہیں۔ الیکٹرانک ناموں واصطلاحات کو ایرانیوں نے مفرس کر لیا ہے۔ اردو میں ابھی اس کے لیے کوئی لفظ یا ترکیب وضع نہیں کی گئی ہے۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ اسے نامۂ برقی / برقی خط / لاسلکی خط سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔

میری دانست میں نامۂ برقی زیادہ رواں اور شستہ ہے، لہٰذا میں شمس الرحمٰن فاروقی کے ان چار خطوط کو جو اس مضمون کا حصہ ہیں، 'نامۂ برقی' سے موسوم کرتا ہوں۔

نامۂ برقی کے ساتھ ایک سہولت یہ بھی ہے کہ اس کا متن واضح ہوتا ہے۔ بدخطی یا سبقت قلم سے لفظوں میں جو ابہام پیدا ہو جاتا تھا اور متن کچھ سے کچھ پڑھ لیا جاتا تھا، اس سے یہ محفوظ ہیں۔ دوسری سہولت یہ ہے کہ مکتوب نگار ومکتوب الیہ دونوں کے خط ای میل بکس میں محفوظ رہتے ہیں، جن سے خط کے مضمون کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔ اس طور مبہم مقامات پر حاشیہ چڑھانے یا قیاس آرائی کر کے خط سے مطلب برآمد کرنے کی ضرورت نہیں

رہتی۔ چناں چہ فاروقی مرحوم کے ان چار خطوط کے ساتھ میں اپنے خطوط بھی حواشی میں نقل کر رہا ہوں۔ فاروقی مرحوم کے خطوط کی جمع آوری کی کوشش شروع کر دینی چاہیے اور ان کو مرتب و مدون کیا جانا چاہیے۔ ان خطوط سے نصف صدی کی ادبی رفتار، فاروقی مرحوم کے امتیازات اور ذاتی معاملات کو سمجھنے میں خاطر خواہ مدد ملے گی۔

شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کو سہ ماہی روشن بدایوں کا ہر شمارہ بھیجا جاتا تھا۔ تبادلے میں شب خون بھی موصول ہو جاتا تھا۔ ان سے فون پر کبھی کبھی کا رابطہ تھا اور خط کتابت بھی۔ متعدد سمیناروں میں ملاقاتیں ہوئیں۔ آخری ملاقات ۲۶ فروری ۲۰۲۰ء کو علی گڑھ میں ہوئی، جس میں وہ اپنے ذاتی کتب خانے کے تحفظ کے سلسلے میں پُر تشویش نظر آئے۔ میری کتاب خطوط شبلی بہ نام خواتین فیضی کا مسودہ انھوں نے شوق سے قبول کیا اور پڑھ کر اپنی رائے دی جو کتاب کے دوسرے ایڈیشن ۲۰۲۰ء میں شامل کر لی گئی ہے۔

میں فوری طور پر ان کے صرف ۱۳ خطوط ہی تلاش کر سکا۔ ابھی کچھ اور خطوط بھی ہوں گے۔ دراصل بدایوں سے بریلی اور بریلی سے علی گڑھ منتقلی نے تمام ذخیرۂ مکاتیب و کتب کی ترتیب بگاڑ دی ہے۔ ان ۱۳ مکاتیب میں صرف پہلا مکتوب فاروقی کے اپنے خط میں ہے، باقی خطوط املا کرا کر دستخط کر دیے گئے ہیں۔ دستخط کے ساتھ 'نیاز مند'، 'آپ کا نیاز مند' یا صرف 'آپ کا' لکھنا معمول رہا ہے۔ تخاطب کے لیے صرف لفظ برادرم کا استعمال کیا ہے۔ جملہ خطوط پوسٹ کارڈ یا ان لینڈ لیٹر کارڈ پر لکھے گئے ہیں۔ پتے کے لیے شب خون کی مہر کا استعمال کیا گیا ہے۔ خط کا اسلوب شائستہ اور محبت و خلوص سے لب ریز ہے۔

'الف' کے تحت ۱۳ مکتوبی خط اور 'ب' کے تحت ۴ نامۂ برقی یا برقی خطوط پیش کیے جا رہے ہیں۔ قابل صراحت مقامات پر حواشی بھی دے دیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ قسط بھی پسند کی جائے گی۔

[الف]

دلی، ۲۰ ستمبر ۱۹۸۹ء

برادرم شمس صاحب، سلام علیکم روشن [۲] کا تازہ شمارہ ملا، شکریہ۔ اس کا بیش تر حصہ آپ نے لطیف حسین ادیب کے نام وقف کر کے بڑا اچھا کیا۔ لطیف حسین صاحب قابل قدر شخص ہیں۔

نیاز مند

شمس الرحمن فاروقی

(۲)

Urdu Monthly Shabkhoon
313,Rani Mandi
Allahabad-211003

۱۲ اپریل ۲۰۰۳ء

برادرم جناب شمس بدایونی، السلام علیکم

میں نے افتخار امام[۳] کو لکھا کہ مجھے شمس بدایونی کی کتاب ضرب المثل اشعار کہاں سے مل سکتی ہے۔ ابھی شاعر میں آپ کا مضمون اور پتا نظر آیا تو میں نے سوچا کہ آپ ہی سے معلوم کرلوں۔ شاعر میں آپ نے مالک رام صاحب کی بیاض کا عکس چھپوا کر بڑا اچھا کیا[۴]۔ میں نے اس شمارے کو محفوظ کرلیا ہے۔ براہ کرم فرمایے کہ آپ کی کتاب شعری ضرب الامثال[۵] کی دونوں جلدیں حاصل کرنے کے لیے کہاں اور کتنا روپیہ بھیجوں۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

نیاز مند

شمس الرحمن فاروقی

(۳)

[الہ آباد، ۲ مئی ۲۰۰۳ء]

برادرم جناب ڈاکٹر شمس، السلام علیکم

میں آپ کا بے انتہا ممنون ہوں کہ آپ نے میری درخواست پر اپنی کتاب شعری ضرب الامثال نہ صرف یہ کہ بھیجی بلکہ اس کے دوسرے حصے کی فوٹو کاپی بنوا کر مہیا کی۔ اس زمانے میں اس قدر مروت اور محبت سے بھلا کون کام لیتا ہے۔ میں نے ضرب الامثال کے دونوں حصوں کو یکجا مجلد کرالیا ہے اور ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً استفادہ کرتا رہوں گا۔

نظامی بدایونی اور نظامی پریس کی ادبی خدمات[۶] کے عنوان سے آپ کا پی ایچ ڈی مقالہ آپ نے محض رسمی طور پر نہیں لکھا ہے، میں اس کا ذکر سن چکا تھا۔ اب آپ نے کتاب بھیجی تو دیکھا اور لطف اندوز ہوا۔ آپ کا موضوع اور آپ کی محنت دونوں قابل تعریف ہیں۔ مجھے اس کتاب میں جگہ جگہ اپنی دل چسپی کی باتیں نظر آئیں۔ یہ آپ کی محبت ہے کہ آپ نے یہ کتاب بھی مجھے بھیج دی۔

میں نے لکھا تھا کہ کتابوں کی جو قیمت ہو گی وہ میں حاضر کروں گا، لیکن آپ ازراہ مروت فرماتے ہیں کہ قیمت کیا طلب کی جائے؟ اور اگر میں قیمت ادا کرنا ہی چاہوں تو اپنی کوئی ایک کتاب دستخط کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ میری اکثر کتابیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور فاروقی کے تبصرے[7] اگر مل سکے تو بہت خوب ہو گا۔ افسوس کہ یہ کتاب تو مدت سے آؤٹ آف پرنٹ ہے۔ اس کی دوسری جلد کی کتابت کئی سو صفحات کی میرے ایک کرم فرمانے دبا رکھی ہے۔ اس کو بھی زمانہ گزر گیا۔ اب نہ وہ طاقت ہے نہ فرصت کہ ان تبصروں کو دوبارہ یکجا کروں۔ تجویز تو یہ تھی کہ تین جلدوں کا ایک سیٹ چھاپوں گا اور کچھ خاص اہتمام سے چھاپوں گا، لیکن اب یہ کام ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

آپ چاہیں تو میں شعر شور انگیز[8] کا ایک سیٹ آپ کو بھیج دوں۔ اتفاق کی بات ہے کہ کچھ سیٹ پاکستان بھجوانے کے لیے منگائے تھے، لیکن ابھی یہاں دفتر میں ہی رکھے ہوئے ہیں۔ وہ میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں یا پھر آپ چاہیں تو لغات روزمرہ[9] کا ایک نسخہ بھیج دوں۔ جیسا کہ آپ نے سنا ہو گا کہ یہ ابھی ابھی چھپی ہے۔ کچھ نسخے میں نے انجمن سے منگوائے ہیں آ جائیں تو ایک نسخہ آپ کو بھیج سکتا ہوں۔

آپ کا
شمس الرحمن فاروقی

(۴)

الہ آباد، ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء
برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

میں تین دن کے لیے باہر تھا۔ آج واپس آیا تو آپ کے کرم نامے کے ساتھ آپ کی بہت سی کتابیں اور ملیں، بہت بہت شکریہ۔ خاص کر قرآنی امثال[10] والے مضمون کی فوٹو کاپی اور ضرب الامثال[11] والے مضمون کی فوٹو کاپی۔ ضرب الامثال کے سلسلے میں آپ نے جو تھوڑی سی نظریاتی بحث اٹھائی ہے، اس میں گفتگو کی گنجائش ہے، لیکن یہ بھی بہت ہے کسی نے کچھ نظریہ قائم کرنے کی کوشش تو کی۔ باقی کتابیں بھی دل چسپ ہیں۔ اردو نعت کے شرعی محاسبے پر کئی لوگوں نے لکھا ہے، یقین ہے کہ آپ کی نظر سے گزرا ہو گا۔ آج آپ کی خدمت میں شعر شور انگیز کی چار جلدیں رجسٹری سے بھجوا رہا ہوں۔ لغات روزمرہ انجمن نے چھاپی ہے اور وہاں سے

منگانے کی سبیل کی جارہی ہے۔ شعر شعر انگیز کے دو سیٹ دو دوستوں کے لیے منگوائے تھے۔ ان میں سے ایک حصہ روک کر آپ کے لیے بھیج دیا۔ امید ہے مزاج بخیر ہو گا۔

آپ کا
شمس الرحمن فاروقی

(۵)

الہ آباد، ۲۴ جون ۲۰۰۳ء
برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

آپ کا خط ملا، شکریہ۔ امید ہے کہ شعر شعر انگیز آپ کے لیے موجب لطف ہو گی۔ اردو نعت کا شرعی محاسبہ[۱۲] میں نے دیکھ لی ہے۔ حدیث اور فقہ سے میری واقفیت بہت واجبی ہے۔ اس لیے میں ان مسائل پر کوئی رائے نہیں دے سکتا جو آپ نے بڑے عالمانہ انداز میں اٹھائے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے کچھ ایسے لوگوں کے اشعار کو بھی غیر شرعی قرار دیا ہے جو قرآن اور حدیث اور فقہ کا علم مجھ سے بہت زیادہ رکھتے تھے اور اغلب ہے کہ وہ آپ سے بھی زیادہ فاضل ہوں۔ میری مراد مولانا شاہ آسی سکندرپوری، امام احمد رضا خاں بریلوی اور علامہ اقبال سے ہے۔ ہر چند کہ میں بریلوی مسلک کا نہیں ہوں، لیکن احمد رضا خاں صاحب کے تفقہ فی الدین پر مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں نے کوئی بات لکھی ہے تو دیکھ بھال کر ہی لکھی ہو گی۔ میں خود 'باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار' پر عمل کرنا بہتر سمجھتا ہوں، لیکن حضور کے معروف القاب میں سرور کائنات، سرکار دوعالم، محبوب خدا وغیرہ ایسے بہت سے القاب ہیں جن کی بنیاد پر کئی ایسے مضامین قائم ہو سکتے ہیں جن پر آپ کو اعتراض ہے۔ اس سے زیادہ کچھ کہنے کا میں اہل نہیں ہوں۔

آپ کا نیاز مند
شمس الرحمن فاروقی

(۶)

الہ آباد، ۱۴ جنوری ۲۰۰۴ء
برادر عزیز شمس بدایونی، السلام علیکم

آپ کا خط ملا، شکریہ۔ میں آپ کی فرمائش [۱۳] ضرور پوری کر دیتا، لیکن کچھ عرصہ ہوا بعض نہایت تلخ اور افسوس ناک تجربات کے باعث دیباچہ نگاری اور فلیپ نگاری سے توبہ کر چکا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے اس خدمت سے معاف رکھیں گے اور میرے انکار کو کسی اور بات پر محمول نہ کریں گے۔ نیا سال مبارک ہو۔

آپ کا
شمس الرحمن فاروقی

(۷)

الہ آباد، ۲۴ فروری ۲۰۰۴ء
برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

آپ کا خط ملا، شکریہ۔ جس طرح سے آپ نے یہ شعر لکھا ہے (زندگی زندہ دلی کا نام ہے/مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں) اس سے یہ شعر دو الگ الگ بحروں میں چلا گیا ہے [۱۴] یعنی پہلے مصرعے کا وزن ہو گیا: فاعلاتن فاعلاتن فاعلن اور دوسرے کا وزن ہو گیا: فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ ظاہر ہے کہ یہ اوزان ایک شعر میں مجتمع نہیں ہو سکتے۔ مصرعے کی شکل اصل میں وہی ہے جو قمر سنبھلی نے لکھی ہے یعنی زندگی زندہ دلی کا ہے نام، مطبع مولائی کی کلیات ناسخ مطبوعہ ۱۸۴۶ء کے صفحہ ۱۹۸ پر یہ شعر بالکل صحیح درج ہے:

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

کتاب کا اشتہار مل گیا ہے۔ ان شاءاللہ مناسب جگہ پر شائع کر دوں گا۔
آپ کا شمس الرحمن فاروقی

(۸)

الہ آباد، ۱۲ اپریل ۲۰۰۴ء
برادر عزیز شمس بدایونی، السلام علیکم

کچھ دن ہوئے آپ کی نہایت کارآمد کتاب نقد و اثر ملی تھی شکر گزار ہوں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی اگر آپ یہ کتاب مجھے اپنی [اپنے] دستخط کے ساتھ بھیجتے۔ پھر آپ نے دو نسخے بے کار بھیجے۔ تبصرہ نگاری تو مدت ہوئی میں نے

بند کر دی ہے۔ اگر لکھنے کی توفیق ہوتی تو ایک ہی نسخے پر لکھ دیتا۔ میرے پاس اب تو کتاب رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ دوسرا نسخہ میں کسی صاحب ذوق کی خدمت میں پیش کر دوں گا یا اپنی بیوی کے کالج کی لائبریری میں بھجوا دوں گا۔
آپ نے جوش ملسیانی کی کتاب اقبال کی خامیاں پر خوب لکھا۔ اس پر میرا بھی ایک مضمون ہے، جس کا کچھ نامناسب جواب مرحوم کالی داس گپتا رضا نے لکھا تھا لیکن میں نے بحث آگے نہیں بڑھائی۔ غالب پر مجنوں صاحب کی کتاب نہایت واہیات ہے۔ آپ نے ان کے ساتھ بہت نرمی برتی۔ صفحہ ۵۷ پر جہاں بجنوری چھپ گیا ہے، وہاں مجنوں ہونا چاہیے تھا۔ دوسرے مضامین جو مجھے بہت کارآمد لگے وہ ضرب الامثال اور اقبال کے بارے میں ہیں۔ قاضی عبدالودود کو بھی آپ نے موضوع بنایا لیکن انھیں سخت نہ پکڑا۔ وہ عالم آدمی تھے مگر عالمانہ عادات سے قطعی ناواقف تھے۔[۱۵]

آپ کا
شمس الرحمن فاروقی

(۹)

الہ آباد، ۱۸ اپریل ۲۰۰۴ء
برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۰ اپریل ملا، شکریہ۔ اس دوران آپ کو میرا ابھی خط مل گیا ہوگا۔ میں نے لطیف نامہ کی رسید بھی مع شکریہ کچھ مدت ہوئے بھیج دی تھی، یقین ہے کہ مل گئی ہوگی۔ اس خط کے ذریعے یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کا نام آپ کے حسب فرمائش شب خون کے خریداروں میں درج کرا دیا ہے۔ جب آپ کے جی میں آئے رقم بھیج دیجیے گا۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ آپ نے لغات روزمرہ پر جو تبصرہ لکھا تھا[۱۶]۔ اس کا ذکر چودھری محمد نعیم نے مجھ سے تحسینی الفاظ میں کیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں الہ آباد پہنچوں گا تو پرچہ دیکھ لوں گا، لیکن یا تو پرچہ مجھے ملا نہیں یا دیکھا تو سہی لیکن تبصرہ کسی بنا پر نظرانداز ہو گیا۔ اردو بک ریویو والوں سے کبھی بات ہو تو کہہ دیجیے گا کہ ایک نسخہ اور بھیج دیں تو میں اسے پاکستان روانہ کر دوں گا۔

آپ کا نیاز مند
شمس الرحمن فاروقی

(۱۰)

الہ آباد، ۱۱ مئی ۲۰۰۴ء

برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

لغات روزمرہ پر آپ کے تبصرے کی نقل ملی، شکریہ۔ تبصرہ آپ نے خوب لکھا ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے "کوٹ کیے جانے" کا فقرہ کیوں لکھا[۱۸] میں نے تو اس کتاب میں جگہ جگہ سفارش کی ہے کہ انگریزی کے غیر ضروری الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ گنتیوں کے بارے میں گڑبڑ دراصل خلیق انجم کے کمپیوٹر کی ہے۔ اس میں تصحیح ناممکن تھی لیکن شروع کے کسی صفحے پر نوٹ درج کرادیا گیا تھا کہ گنتیاں الٹی لکھی ہیں انھیں سیدھا کر کے پڑھا جائے۔ آپ نے صحیح لکھا ہے کہ مختلف اصطلاحات کی فرہنگ بھی دے دینا چاہیے تھا۔ پاکستانی ایڈیشن میں الفاظ کی فہرست بھی ہے اور اصطلاحات کی وضاحت بھی ہے۔ خدا سے دعا کیجیے کہ دوسرے ہندوستانی ایڈیشن کی نوبت جلد آجائے تو میں اس میں ضروری اصلاحات اور اضافے کرادوں گا۔

ہندوپاک میں میرے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ادھر ایک نمبر ہندوستان میں اور ایک نمبر پاکستان میں چھپا ہے۔ میں نے امین اختر صاحب سے کہا ہے کہ اگر ہوسکے تو دونوں کا ایک [ایک] نسخہ بھیج دیں۔

آپ کا

شمس الرحمن فاروقی

(۱۱)

الہ آباد، ۲۱ ستمبر ۲۰۰۴ء

برادرم شمس بدایونی، سلام علیکم

حنیف نقوی کے بارے میں آپ کا مضمون[۲۰] ملا، شکریہ۔ مضمون آپ کا اچھا خاصا ہے لیکن اس قسم کے تعارفی اور اطلاعاتی مضمون شب خون میں نہیں چھپتے۔ آپ کا اسی قسم کا مضمون[۲۱] ابھی نثار احمد فاروقی نے بھی بھیجا تھا۔ میں نے وہ مضمون ان کو یہ لکھ کر واپس کردیا ہے کہ اس طرح کے مضمون شب خون میں چھاپوں گا تو مزید ایسے بہت سے مضمون آنا شروع ہوجائیں گے اور وہ ایسے لوگوں کے بارے میں ہوں گے جو قطعی نااہل ہوں گے۔ امید ہے آپ کا مزاج اچھا ہوگا۔

آپ کا

شمس الرحمن فاروقی

(۱۲)

الہ آباد، ۲۰ دسمبر ۲۰۰۴ء

برادرم سلام علیکم

آپ کا خط ملا، شکریہ۔ خط کا ضروری اقتباس شائع کروں گا۔ تبصرے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نہ لکھتا ہوں اور نہ لکھواتا ہوں۔ لوگ تبصرہ خود بھیج دیتے ہیں، تو میں اگر ممکن ہوا تو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کا بنالیتا ہوں۔ حالاں کہ کوئی تبصرہ ایسا نہیں ہوتا جو مجھے پسند آئے۔ امید ہے تم اچھے ہوگے۔

کتاب کا اشتہار بنا کر بھیج دو، شائع کر دوں گا۔

تمہارا

شمس الرحمن فاروقی

(۱۳)

الہ آباد، ۶ ستمبر ۲۰۰۶ء

برادرم شمس بدایونی، السلام علیکم

خط ملا، شکریہ۔

میرا ناول مغل سلطنت کے زوال کے بارے میں نہیں ہے۔ ہاں یہ اس زمانے سے ضرور متعلق ہے جب مغلوں پر زوال آچکا ہے اور نہ ہی میں اس بات کو مانتا ہوں کہ مغلوں کے زوال کا سبب یہ ہے کہ ان کے خون میں نکاحِ زنان[غیر]مسلم کے باعث ملاوٹ آگئی تھی۔ غیر مذہب عورتوں سے نکاح تو لوگ کرتے ہی رہے ہیں اور مغلوں کے تو بڑے بڑے بادشاہ ہندو عورتوں کے پیٹ سے پیدا تھے۔ پھر ان پر فوراً زوال کیوں نہ آگیا؟ آپ کی یہ اطلاع بھی صحیح نہیں ہے کہ میں نے مغلیہ تہذیب کی علامت طوائف کو قرار دیا ہے۔[۲۲]

آپ کا نیاز مند

شمس الرحمن فاروقی

[ب]

(۱۴)

برادرم شمس بدایونی صاحب، السلام علیکم

آپ کی کتاب کی رسید لکھنے میں دیر ہوئی۔ میں ہاتھ سے خط اب لکھتا نہیں، کمپیوٹر پر ٹٹول ٹٹول کر لکھتا ہوں۔ طبیعت اتنی گری ہوئی رہتی ہے اور آنکھوں کی معذوری اس قدر ہے کہ لکھنے پڑھنے کا کام اب تقریباً بند ہے۔

اور خط لکھوں بھی تو بھیجوں کس طرح۔ ڈاک تو بند ہے ہی۔ خیال آیا آپ کا ای میل پتا ہوتا تو کچھ لکھ بھیجتا۔ خیر امین اختر صاحب کے توسط سے آپ کا ای میل پتا ملا۔ اب چند لفظ جوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ابھی آپ کا خط دوبارہ دیکھا تو معلوم ہوا آپ نے تعارف کی فرمائش کی ہے۔ بھائی صاحب! تعارف، دیباچہ، حتیٰ کہ فلیپ نگاری بھی اب مدت سے بند ہے۔ دوستوں کی خدمت بہت کرلی، اب یہ سب نہیں ہوتا۔ کتاب پر رائے لکھ دوں تو اسی کو بہت جانتا ہوں کہ ہمت سے بڑھ کر کام کیا۔

میں نے آپ کی کتاب کا بڑا حصہ علی گڑھ اور پھر دہلی میں پڑھ لیا تھا۔ ضعف بصارت کی بنا پر دیر تک پڑھنا مشکل ہے، بہر حال، اب میں نے خطوط کے علاوہ ساری کتاب پڑھ ڈالی۔ حواشی کہیں کہیں سے پڑھے۔

میرا خیال ہے شبلی اور خاندان جنجیرہ کی خواتین کے روابط اور ان کی 'اصل حقیقت' پر آپ سے زیادہ منصفانہ اور معروضی انداز میں کسی نے نہیں لکھا۔ مجھے تو اس بات پر افسوس ہے اور رہے گا کہ سو برس سے زیادہ گزر جانے پر بھی ہم لوگوں کا یہ شوق نہ گیا کہ کسی بڑے ادیب کی کمزوری اور خاص کر جنسی معاملات میں کمزوری کو کرید کرید کر دیکھا اور مزہ لیا جائے۔ امید ہے آپ کی یہ کتاب اس مریضانہ شوق کا اگر کلیتاً نہیں تو ایک حد تک تدارک کر سکے گی۔ شبلی انسان تھے اور ان کے مزاج میں اللہ نے کچھ حسن پرستی کے ساتھ قوم کی اصلاح اور اس کی تعلیمی اور ذہنی پستی کی اصلاح کا بھی وافر جذبہ دیا تھا، اور عام مولویوں کے علی الرغم شبلی کو عورتوں کی تعلیم اور ترقی کی اہمیت کا احساس تھا۔ اگر ان کو عطیہ اور زہرا میں ایسی عورتیں نظر آئیں جو ان کے تمام معیاروں پر پوری اترتی تھیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ جب اقبال جیسے شخص کو مسولینی جیسے احمق اور بے ضمیر اور مشرق دشمن اور جابر سیاسی انسان میں بھی مرد مومن کی صفات نظر آگئیں تو شبلی نے تو اقبال کے مقابلے میں بہت کم دنیا دیکھی تھی، بہت کم لوگوں کو برتا تھا۔ اگر وہ عطیہ سے متاثر ہو گئے تو کیا گناہ ہوا؟ اور اگر عطیہ ان سے شادی بھی کر لیتیں تو کیا عیب تھا؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے، شبلی نے شادی کی تجویز عطیہ یا ان کے بزرگوں کے سامنے کبھی رکھی بھی نہیں، صرف دور سے تصور کرتے رہے۔ تو اس میں کون سا گناہ تھا؟ اب یہ اور بات ہے کہ مدتوں بعد عطیہ نے ان باتوں سے برات چاہی اور کہا

کہ ہم تو ان کو صرف ایک شریف مولوی اور اسلامی عالم سمجھتے اور اسی حیثیت میں ان سے ملتے تھے اور ہمیں کیا معلوم کہ ان کے دل میں کیا (خبث؟) تھا۔ تو ٹھیک ہے، امین زبیری نے کیچڑ اچھالی تو اس کا جواب عطیہ سے نہ بن پڑا، یہ ان کی کمزوری تھی۔

آپ نے عطیہ، زہرا اور فیضی کی تفصیلات بہت مفصل بیان کی ہیں۔ اس سے زیادہ شاید ممکن نہ تھا۔ اتنی معلومات شاید کہیں بھی یکجانہ مل سکیں۔ اسی طرح، حواشی بھی آپ نے غیر معمولی جاں فشانی اور عرق ریزی کے ساتھ لکھے ہیں۔ کچھ بہت ہی نادر تصویریں اور کتابوں کے اول اشاعتوں کے سرورق کی تصویریں بھی آپ کی کتاب کی افادیت اور دل کشی میں اضافہ کر رہی ہیں۔

آپ کا نیاز مند
شمس الرحمن فاروقی
۲۸ اپریل ۲۰۲۰ء

(۱۵)

برادرم [۲۳] سلام علیکم

شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں آپ کس قدر جاں فشانی سے کام لیتے ہیں اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ آپ کی مشقتوں کی داد کماحقہ نہیں مل سکی ہے۔

ایک جگہ مجھے لگا تھا کہ عطیہ اور زہرا میں خلط ملط ہو گیا ہے، لیکن غور سے پڑھا تو معلوم ہوا میرا خیال غلط تھا۔ بدیں وجہ میں نے وہ بات نظر انداز کر دی۔

آپ کا
شمس الرحمن فاروقی
یکم مئی ۲۰۲۰ء

(۱۶)

برادرم [۲۴] السلام علیکم

عید مبارک، بھائی اردو املا میں بے حد انتشار ہے اور اس کی زیادہ تر وجہ پروفیسر صاحبان کی مداخلتیں ہیں۔ اگر وہ اسے خود اردو والوں پر چھوڑ دیتے تو اب تک زیادہ تر مسائل طے ہو چکے ہوتے۔

انگریزی الفاظ کا اور برا حال ہے۔ میں لکچر کو احسن سمجھتا ہوں، لیکن دوسرے کچھ اور لکھیں تو میں ان سے جھگڑتا نہیں بلکہ امید کرتا ہوں کہ شاید آہستہ آہستہ کوئی املا متعین اور رائج ہو جائے۔

آپ کا شمس الرحمن فاروقی

۲۹ مئی ۲۰۲۰ء

(۱۷)

برادرم[۲۵] سلام علیکم

میرا خیال ہے بی وفادار کا ذکر غالب نے ایک سے زیادہ بار کیا ہے۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ ان خاتون کا نام ہو، لیکن ایک امکان یہ بھی ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ خادماؤں اور باندیوں کا نام بدل کر کوئی مبارک یا خوش گوار نام رکھ دیتے تھے۔ وفادار ممکن ہے ایسا ہی نام ہو۔ لیکن تفصیل نہ معلوم ہونے کی وجہ سے میں اسے اصلی ہی نام سمجھوں گا۔

آپ کا

شمس الرحمن فاروقی

۶ جون ۲۰۲۰ء

حوالہ جات و حواشی:

۱۔ کسی خاص موضوع پر موثر اظہار خیال کرنے کے لیے خط کی ہیئت کا استعمال کرنا قطعی دوسری بات ہے۔ جیسے: لیلیٰ کے خطوط (قاضی عبد الغفار)، پردیسی کے خطوط (مجنوں گورکھپوری)، مکتوبات نیاز (نیاز فتح پوری) وغیرہ۔ برقی خطوط یا نامہ ہائے برقی (ای میل) کے حوالے سے اس نوعیت کی یہ دو کتابیں میرے علم میں ہیں:

- کہانی اور یوسا سے معاملہ (خطوط کی شکل میں فکشن مباحث) محمد حمید شاہد / محمد عمر میمن، ناشر: مثال پبلشرز فیصل آباد، پاکستان، ۲۰۱۱ء
- درویشوں کا ڈیرا (خواب نامے) خالد سہیل / رابعہ الربا، ایم آر پبلی کیشن، دہلی 2019ء ان دونوں کتابوں کے کوائف جناب تفسیر حسین (دہلی) نے فراہم کیے، ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

۲۔ گوشۂ لطیف حسین ادیب، سہ ماہی، روشن، بدایوں، جلد ۱۲، شمارہ ۴، ۱۹۸۹ء، اس میں ادیب صاحب کے خود نوشت حالات، ۵ مطبوعہ کتب اور ۶۷ مقالات کا توضیحی و موضوعاتی اشاریہ پیش کیا گیا ہے۔ بعد میں ان پر لطیف نامہ کے نام سے ۲۰۰۴ء میں ایک کتاب شائع کی تھی۔ اس میں لطیف صاحب کے بارے میں فاروقی مرحوم کے تاثرات بھی شامل کیے ہیں، جو ایک خط کی صورت میں انھوں نے مجھے بھیجے تھے۔ یہ خط نہیں ملا۔ یہ تاثرات کتاب مذکور میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۳۔ ماہ نامہ شاعر بمبئی کے مدیر۔

۴۔ کس کا شعر ہے (بیاض مالک رام) ماہ نامہ، شاعر، بمبئی مارچ ۲۰۰۳ء۔ مالک رام (ف ۱۹۹۳ء) کی ایک قلمی بیاض راقم الحروف کی تحویل میں تھی جس میں آوارہ اور ضرب المثل اشعار جمع کیے گئے تھے۔ اس کا عکس مختصر تعارف کے ساتھ شائع کرا دیا تھا۔

۵۔ شعری ضرب الامثال (قسط اول) ناشر روشن پبلی کیشنز، بدایوں ۱۹۸۴ء؛ شعری ضرب الامثال (قسط دوم) ناشر روشن پبلی کیشنز، بدایوں ۱۹۸۸ء (مع پیش لفظ مالک رام)

۶۔ یہ کتاب نامی آفسیٹ پرنٹرس دہلی سے ۱۹۹۵ء میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔

۷۔ فاروقی کے تبصرے، شب خون، کتاب گھر، الہ آباد ۱۹۶۸ء

۸۔ شعر شورانگیز کے دوسرے ایڈیشن کی چاروں جلدیں، قومی کونسل دہلی سے ایک ساتھ ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی تھیں۔ پہلے ایڈیشن کی جلد اول ۱۹۹۰ء میں جلد دوم ۱۹۹۱ء جلد سوم ۱۹۹۲ء میں جلد چہارم ۱۹۹۴ء میں ترقی اردو بیورو دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

۹۔ لغات روزمرہ، طبع اول، ناشر انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ۲۰۰۳ء

۱۰۔ اردو میں مستعمل قرآنی امثال، مطبوعہ ماہ نامہ 'معارف'، اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۹۵ء

۱۱۔ ضرب الامثال، مطبوعہ سہ ماہی 'زبان و ادب'، پٹنہ مارچ۔ اپریل ۱۹۹۰ء، یہ دونوں تحریریں میرے مجموعۂ مضامین 'نقد و اثر' (دہلی ۲۰۰۴ء) میں شامل ہیں۔

۱۲۔ اردو نعت کا شرعی محاسبہ، بدایوں ۱۹۸۸ء، یہ کتاب دیباچے کے علاوہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ نعت نبی آغاز اور سفر، شعر و نعت کی شرعی حیثیت، نعت نبی کے غیر مشروع موضوعات، نعت نبی کے مشروع موضوعات، تیسرے باب کی زد میں متعدد علما اور بڑے شعرا آ گئے تھے۔ یہ کتاب بڑی ہنگامی ثابت ہوئی۔ اس کا جواب بھی لکھا گیا، لیکن مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی، رشید حسن خاں، ڈاکٹر خلیق انجم کے تبصروں نے اس کے پڑھنے والوں کا حلقہ بڑھا دیا، اور دہلی میں اس کا ایک جعلی ایڈیشن چھپ کر خوب فروخت ہوا۔ ابھی بھی اس کی مانگ برقرار ہے۔

۱۳۔ مجموعۂ مضامین، نقد و اثر، پر کچھ تاثرات قلم بند کرنے کی فرمائش کی تھی۔

۱۴۔ نقد و اثر میں شامل ضرب الامثال مضمون میں یہ شعر اسی طرح شائع ہو گیا تھا۔ مصرعۂ اول کی 'رہنمائے تعلیم' میں تبصرہ کرتے ہوئے مرحوم قمر سنبھلی نے تصحیح کی تھی۔ یہ استفسار اسی سلسلے میں تھا۔

۱۵۔ اس خط سے اندازہ لگائیے کہ فاروقی اپنے خردوں کی کتابیں بھی دل چسپی اور دل جمعی سے پڑھتے تھے۔ آج مطالعہ کرنے کی روایت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مجنوں گورکھپوری کی کتاب کا نام غالب شخص اور شاعر ہے، جس کے متعدد ایڈیشن بازار میں دستیاب ہیں۔

۱۶۔ مشمولہ اردو بک ریویو، دہلی، جنوری۔ فروری ۲۰۰۴ء اس ایڈیشن میں کمپیوٹر کی غلطی سے تمام اردو ہندسے الٹے ہو گئے تھے اور مولف و ناشر کی طرف اس بارے میں کوئی معذرت نہیں کی گئی تھی بلکہ صفحہ ۴ پر ایک نوٹ دیا گیا تھا کہ اس کتاب کے متن میں حوالے کے طور پر صفحات کے جو نمبر دیے گئے ہیں، انھیں دائیں سے بائیں طرف پڑھا جائے، مثلاً ۷۰ کو ۰۷، ۰۰۵ کو ۵۰۰۔ جسے میں نے یہ جانا کہ فاروقی صاحب ہندسوں کو داہنی جانب سے لکھنے کی طرف آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی میں نے تبصرے میں گرفت کی تھی، لیکن انھوں نے بالکل برا نہیں مانا۔

۱۷۔ پروفیسر چودھری محمد نعیم معروف ناقد و ادیب۔ مدتوں شکاگو یونی ورسٹی سے وابستہ رہے۔ سبک دوشی کے بعد شکاگو ہی میں متوطن ہو گئے ہیں۔

۱۸۔ میں نے لکھا تھا کہ "سرور صاحب کے بعد فاروقی سب سے زیادہ کوٹ کیے جاتے ہیں۔" اسی پر گرفت کی ہے۔

۱۹۔ فاروقی صاحب کے ایک عزیز اور لٹریری اسسٹنٹ۔

۲۰۔ بعد میں یہ مضمون بہ عنوان حنیف نقوی کی غالب شناسی، 'ارمغان علمی نذر حنیف نقوی'، مرتبہ ڈاکٹر سید حسن عباس (گوپال پور ۲۰۱۰ء) میں شامل ہوا۔

۲۱۔ بعد میں یہ مقالہ بہ عنوان نثار احمد فاروقی کی غالب شناسی ماہ نامہ 'کتاب نما'، دہلی دسمبر ۲۰۰۴ء میں شامل ہوا۔ حنیف نقوی اور نثار احمد فاروقی پر دونوں مضمون میری کتاب 'تفہیم غالب کے مدارج' (دہلی ۲۰۱۵ء) میں شامل ہیں۔

۲۲۔ میر محفوظ علی بدایونی نے اپنے مضمون مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب (تیموری خون کی کیمیائی تحلیل) میں لکھا تھا کہ مغلوں کی مردانگی، جوش، ولولے، اولوالعزمی، تیغ و تلوار سے شغف، میدان جنگ سے انسیت، جہاد کی اسپرٹ محض اس لیے رخصت ہو گئی تھی کہ ان کا خون نکاحِ زنان غیر مسلمان کے

سبب تبدیل ہو گیا تھا۔ غالباً اسی کو پڑھ کر میں نے فاروقی مرحوم کو خط لکھا تھا۔ میر صاحب کا مضمون، طنزیات و مقالات، سید محفوظ علی بدایونی، مولف محمد محی الدین بدایونی (ناشر انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، اول، ۱۹۷۴ء) میں ص ۵۱۴ تا ۵۲۶ دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ مضمون تحقیق و تفحص کا شاہ کار ہے۔

۲۳۔ محترم و معظم تسلیم بالتکریم

آپ نے ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی کے عالم میں بھی میری گزارش پر جو کچھ اور جتنا کچھ لکھا میرے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری نگاہ میں اس عالم نقاہت و ضعف میں کتاب کا آپ کی نظر سے گزر جانا ہی بہت اہمیت رکھتا ہے، اس پر مستزاد آپ نے اظہار رائے بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت دے۔ ایک گزارش اور ہے، فون پر آپ نے بعض تسامحات کا تذکرہ کیا تھا۔ یعنی کہیں زہرہ کی جگہ عطیہ اور عطیہ کی جگہ زہرا لکھ دیا گیا ہے اگر ذہن ساتھ دے تو ایسے مقامات کی نشان دہی فرمادیں، میں مسودے کو درست کرلوں گا۔

ایک مرتبہ پھر آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری درخواست کو قبول کیا اور اپنی رائے سے مطلع فرمایا۔

نیاز مند

شمس بدایونی

۲۴۔ ۲۰ اپریل ۲۰۲۰ء

محترم و مکرم! السلام علیکم

مزاج گرامی! آج کل طبیعت کیسی ہے؟

میں نے اساتذۂ اردو کی متعدد سوانحات پڑھی ہیں، جن میں لفظ Lecturer کا اردو املا متفرق پایا، کہیں لیکچرار، کہیں لکچرر اور کہیں لیکچرر۔ میرے خیال سے اس کا اردو املا 'لکچرر' ہونا چاہیے۔ آپ سے استدعا ہے کہ ان میں سے جو درست ہو اس کی نشاندہی فرمائیں۔ خدا کرے آپ مع الخیر ہوں۔

نیاز مند

علی گڑھ ۲۷ مئی ۲۰۲۰ء

شمس بدایونی

۲۵۔ محترم! السلام علیکم

مزاج گرامی!

غالب کے خط میں ایک جگہ اپنے ملازمین حلال خوری اور وفاداری کی تنخواہ کا ذکر آیا ہے۔ حلال خوری سے مراد مہترانی ہے، وفاداری سے مراد کون ہے؟ گھر کی خادمہ یا دھوبن یا کوئی اور۔

میں نے اردو لغت (تاریخی اصول پر) دیکھا اس میں مرادی معنی کا مذکور نہیں، کیا واقعی یہ لفظ کسی پیشے کو ظاہر کرتا ہے یا مرزا نے گھر کی خادمہ کا نام وفاداری رکھ چھوڑا ہے۔

آپ کی رائے جاننے کا خواہش مند ہوں۔ اگر طبیعت ساتھ دے تو جواب عنایت کریں ورنہ نہیں۔ آپ کو زحمت دیتے اچھا نہیں لگتا مگر آپ کے سوا کون ہے جو اس لفظ پر رائے زنی کر سکتا ہے؟ خدا کرے آپ مع الخیر ہوں۔

۷ جون ۲۰۲۰ء شمس بدایونی

Abstract

This article presents the unpublished letters and emails of the noted critic, poet and fiction writer Shamsur Rehman Faruqi sent to Dr Shams Badayuni. The letters were presented in two sections. The first section has 13 letters and the other section has 04 letters emailed. The first letter dated 20 September 1989 and the last was written to him on 6 June 2020. The letters provide an interesting opportunity to their readers to see the terse remarks of Mr Faruqui on many literary fronts. The letter writer avoided to write forward and flaps on books as he had many bitter and deplorable experiences from it. Mr Faruqi clarified in response to Dr Badayuni's critical understanding on Maulana Shah Aasi Sikandarpuri, Imam Ahmed Raza Khan Barelvi and Allama Iqbal that they were more knowledgeable than him (Dr Badayuni) as far as Hadith and Fiqh are concerned. Mr Faruqi deplored that we are still enjoying one's weakness as Ameen Zuberi defamed Shibli Naumani.

Keywords: Unpublished letters, Shamsur Rehman Faruqi.